(30)

اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو اور اُسی سے مدد طلب کرو تو منافقین کی شرارتیں ھَبَآءً مُّنۡبَثًّا ہو جائیں گی

سوچو اور غور کرو کہ اگر خلافت مِٹ جائے تو کیا احمدیت کے ذریعہ اسلام کے غلبہ کا کچھ بھی امکان باقی رہ سکتا ہے؟

(فرمودہ 3 اگست 1956ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''آجکل ہماری جماعت میں منافقین کا فتنہ شروع ہے۔ چونکہ قرآن کریم میں بھی فتنوں کا ذکر آتا ہے اور ان کی ساری چالیں بیان ہوئی ہیں۔ اس لیے جماعت کے دوست علاوہ صحابہ کے حالات کے اگر قرآن کریم کی ان آیات کو بھی غور سے پڑھیں تو انہیں ان کی ساری باتوں کا پتا لگ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب منافقوں کو ان کی باتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ قسمیں کھاتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے تو کوئی ایسی بات نہیں کہی[1]۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کا قسمیں کھانا ہی ان کی منافقت کا ثبوت ہے[2] کیونکہ قسم ضرورت کے وقت کھائی جاتی ہے اور جو شخص بِلا ضرورت قسمیں کھاتا ہے وہ منافق ہوتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ 3 کہ تُو ہر قَسم کھانے والے ذلیل انسان کی اطاعت نہ کر۔ یعنی اگر کوئی شخص تمہارے پاس آ کر قسمیں کھاتا ہے تو تُو اُس کی قسموں پر اعتبار کرتے ہوئے اس بات کو نہ مان لے بلکہ تُو اُس کے اعمال کی طرف دیکھ۔ اگر اُس کے اعمال ذلیل نظر آئیں تو اُس کی اطاعت و فرمانبرداری کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص تمہارے پاس آ کر قَسمیں کھاتا ہے اور اُس کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ اُس کے اعمال ناقص ہیں، وہ نماز، روزہ میں سُست ہے، نیکی اور تقوٰی سے عاری ہے تو تمہیں سمجھ لینا چاہیے کہ اس کا قسمیں کھانا اُس کی منافقت کی دلیل ہے۔

اِسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شہادت سے اِتنی بات تو ثابت ہوگئی اب باقی کے لیے مزید ثبوت کی ضرورت ہے۔ حالانکہ اگر کسی کا تھوڑا سا ایمان بھی کمزور ثابت ہو جائے تو اُس کا باقی ایمان بھی کمزور ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کے اندر تھوڑی سی منافقت پائی جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ اُس کے اندر بہت سی منافقت پائے جانے کا بھی امکان ہے۔ اگر کسی کے اندر تھوڑا سا کفر ثابت ہو جائے تو اُس میں زیادہ کفر بھی پایا جا سکتا ہے۔ مثلاً دیکھ لو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوٰی سے پہلے بیتُ اللہ میں تین سَو ساٹھ بُت تھے۔ اب اگر کوئی شخص کسی ایک بُت کی پرستش کرتے پکڑا جائے تو کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے تو صرف ایک بُت کی پوجا کی ہے تین سَو اُنسٹھ بُتوں کی پوجا کرنے کا کوئی ثبوت نہیں؟ صاف بات ہے کہ جب اُس نے ایک بت کی پوجا کر لی تو اُس کے متعلق یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ باقی تین سَو اُنسٹھ بُتوں کی بھی پوجا کرتا ہے۔ اِسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ 4 اُن کے منہ سے بعض بُغض کی باتیں نکلی ہیں جن سے اُن کی دشمنی ظاہر ہوگئی ہے۔ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ 5 اور جو کچھ اُن کے دلوں میں ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کسی کی منافقت کی بعض باتیں معلوم ہو جائیں تو اُس کے متعلق یہ کہنا کہ اُس کی دوسری باتیں ثابت نہیں ہوئیں درست نہیں ہوتا۔ اگر اس کی بعض منافقانہ باتیں ثابت ہو چکی ہیں تو ماننا پڑے گا کہ باقی باتیں بھی اُس کے اندر پائی جاتی ہیں۔

پھر ہر چیز کا میلان ہوتا ہے۔ ایمان کا بھی میلان ہوتا ہے، نفاق کا بھی میلان ہوتا ہے اور کفر کا بھی میلان ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایک نبی کی کسی پیشگوئی کے متعلق یہ کہتا ہے کہ جھوٹی نکلی ہے تو اگر اُس کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ اس کی باقی پیشگوئیوں کو بھی درست تسلیم نہیں کرتا تو ہمیں اس کے ماننے میں کوئی دریغ نہیں ہوگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ آپ نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ 6 کہ دعویٰ نبوت سے پہلے میں تم میں ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں کیا تم میں عقل نہیں کہ میری اس زندگی پر غور کرو۔ اب اگر کوئی شخص کہہ دے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نَعُوْذُ بِاللّٰهِ فلاں بُرائی تھی تو اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اُس نے صرف یہ کہا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں فلاں برائی ہے باقی برائیوں کا تو اُس نے ذکر نہیں کیا۔ بلکہ اگر وہ آپ کی طرف ایک جھوٹ منسوب کرتا ہے تو وہ آپ کی طرف لاکھوں اور کروڑوں جھوٹ بھی منسوب کرسکتا ہے۔ بہرحال جو بات اُس کے متعلق معلوم ہو چکی ہے وہ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ میں آ جائے گی اور جو بات معلوم نہیں لیکن اُس کے متعلق کہی جاتی ہے وہ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ میں آ جائے گی۔ یعنی اگر کسی کے اندر تھوڑا سا گند پایا جانا ثابت ہو جائے تو اُس کے اندر زیادہ گند کا پایا جانا بھی ماننا پڑے گا۔

پس دوستوں کو صرف اُن باتوں کی طرف ہی نہیں دیکھنا چاہیے جو منافق کہتا ہے بلکہ انہیں اُن باتوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے جو اُس کے اندر مخفی ہوتی ہیں کیونکہ وہ ان سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہیں۔ اِنہی منافقوں کو دیکھ لو جنہوں نے اب فتنہ برپا کیا ہے ان کے جھوٹ ثابت ہو رہے ہیں۔ ایک منافق نے میاں بشیر احمد صاحب کے متعلق ایک بات بیان کی تھی۔ جب ہم نے راولپنڈی کے مربی سے دریافت کیا کہ اُس نے فلاں شخص کو اپنے ہاں کیوں ٹھہرایا؟ تو اُس نے بیان کیا کہ اُس منافق نے میاں بشیر احمد صاحب کے متعلق فلاں بات بیان کی تھی جس کی وجہ سے میں نے اسے اپنے پاس ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔ لیکن میاں بشیر احمد صاحب سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ بہرحال

جب کوئی شخص ایک جھوٹ بولتا ہے تو وہ ہزار جھوٹ بھی بول سکتا ہے۔ صرف ایک جھوٹ ثابت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ایک جھوٹ ثابت ہو جائے تو باقی سارے جھوٹ خودبخود ثابت ہو جاتے ہیں۔ ہماری شریعت نے مختلف جُرموں کے لیے گواہوں کی مختلف تعداد رکھی ہے۔ کسی جُرم کے لیے دو گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے اور کسی جُرم کے لیے چار گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کسی کا ایک جُرم ثابت ہو جائے اور اُس کے لیے دو گواہوں کی ضرورت ہو اور وہ دو گواہ مل جائیں تو اُس قِسم کے اَور جُرم بھی اگر اُس کے متعلق معلوم ہوں تو وہ بھی ثابت ہو جائیں گے۔ان کے لیے علیحدہ گواہوں کی ضرورت نہیں ہوگی سوائے اِس کے کہ باقی جُرموں کے لیے علیحدہ تعزیر ہو۔ مثلاً ہماری شریعت نے چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا رکھا ہے۔[7] اب اگر کسی شخص پر چوری کا الزام لگایا جائے اور اس کے دو گواہ ملنے پر اُس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو اُس کے دوسرے جُرم کے لیے دو اَور گواہوں کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ اس کے لیے اُس کا دوسرا ہاتھ کاٹنا پڑتا ہے لیکن اگر دوسرے جُرم کی کوئی علیحدہ تعزیر نہ ہو تو علیحدہ گواہوں کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ مثلاً ایک شخص کو کسی جُرم کی بناء پر اخراج از جماعت کی سزا دی گئی ہے تو اُس کے اس قسم کے جُرم کے لیے مزید گواہوں کی ضرورت نہیں ہوگی کیونکہ اُس کے دوسرے جُرم کے لیے کوئی علیحدہ تعزیر نہیں۔ لیکن اگر کسی شخص کو ایک دفعہ کسی جُرم کی بناء پر کوڑے لگائے گئے ہوں تو اُس کے اس قسم کے دوسرے جُرم کے لیے دو مزید گواہوں کی ضرورت ہوگی۔ ہاں! اگر دوسرے جُرم کی کوئی نئی سزا نہ ہو تو اس کے پہلے جُرم کے گواہ ہی دوسرے جُرم کے ثبوت کے لیے کافی ہوں گے کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ جو ان کے دلوں میں ہے وہ اس سے بڑا ہے جو ظاہر ہو چکا ہے۔ اس کے لیے دوسرے گواہوں کی ضرورت نہیں۔ اگر کسی کا ایک جُرم ثابت ہو جائے تو اس کا دوسرا جُرم بھی ثابت ہو جائے گا۔ مثلاً اگر کسی کے نفاق اور کفر کی ایک بات ثابت ہو جائے تو اُس کی دوسری نفاق اور کفر کی باتیں بھی درست تسلیم کر لی جائیں گی۔ لیکن جن جُرموں کی سزا ہاتھ کاٹنا یا کوڑے لگانا ہے ان میں سے ہر نئے جُرم کے لیے علیحدہ گواہوں کی ضرورت ہوگی کیونکہ اسے پہلے جُرم کی سزا دی جا چکی ہے اور نئے جُرم پر اَور سزا دی جائے گی۔ لیکن کسی کے نفاق اور

کفر کے لیے یا اُسے جھوٹا قرار دینے کے لیے پہلے دو گواہ ہی کافی ہوں گے۔ کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ان کے مونہوں سے ایک بات ظاہر ہو چکی ہے اور اس کے گواہ مل گئے ہیں۔ اب اِسی قسم کی اَور باتوں کے ثبوت کے لیے مزید گواہوں کی ضرورت نہیں۔ اگر اس کی طرف دس ہزار باتیں بھی منافقت کی منسوب ہو جائیں تو ہم ان پہلے دو گواہوں کی وجہ سے ہی انہیں تسلیم کرتے چلے جائیں گے۔ کیونکہ ان کے نتیجہ میں جو بات پیدا ہوئی ہے وہ نئی نہیں۔ ہاں اگر نئی بات پیدا ہوتی ہو تو اُس کے لیے اَور گواہوں کی ضرورت ہوگی۔ جیسے مثلاً گورنمنٹ چوری کے مجرم کو سزا دیتی ہے۔ اگر عدالت میں کسی پر چوری کا جُرم ثابت ہو جائے تو وہ اُسے قید کی سزا دے دے گی۔ اگر وہ شخص دوبارہ چوری کرے تو عدالت اس کے لیے مزید گواہ مانگے گی اور کہے گی کہ پہلے جُرم کے دو گواہ ملے تو ہم نے اسے قید کر دیا تھا۔ اب اسے مزید قید کی سزا دینی ہوگی اس لیے نئے گواہوں کی ضرورت ہے۔ غرض سزا کے تکرار کے ساتھ گواہوں کے تکرار کا تعلق ہوتا ہے اور اگر سزا میں تکرار نہیں تو پھر گواہوں میں بھی تکرار اور اعادہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کسی شخص کی منافقت کے ظاہر ہونے پر ہر نئے الزام کے لیے نئے گواہوں کی ضرورت ہے وہ یاد رکھیں کہ نئے گواہوں کی اُسی وقت ضرورت ہوتی ہے جب نئی سزا دینی ہو۔ اگر نئی سزا نہیں ملنی تو نئے گواہوں کی بھی ضرورت نہیں۔ سیدھی بات ہے کہ اگر ایک شخص ایک دفعہ مُردار کھا لے تو اُس کے دوسری دفعہ مُردار کھا لینے سے کیا بنتا ہے۔ اس کے ایک دفعہ مُردار کھا لینے سے یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ اُس کی ذہنیت گند کی طرف مائل ہے۔ اگر وہ دوسری دفعہ بھی مُردار کھا لے تو ایک ہی بات ہے۔ ہاں! اگر ایک دفعہ مُردار کھانے کی سزا اَور ہو اور دوسری دفعہ مُردار کھانے کی سزا اَور ہو تو ہم دوسرے الزام کے لیے نئے گواہ طلب کریں گے۔ پس نئے گواہوں کی اُس وقت ضرورت ہوگی جب نئی سزا ملنی ہو۔

بہرحال اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَکْبَرُ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے وہ بہت بڑا ہے۔ اور چونکہ دلوں کی صفائی خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس لیے صرف ریزولیوشن پاس کر کے بھجوا دینے سے کچھ نہیں بنتا۔ کیونکہ منافق جو منصوبہ

سوچتا ہے وہ دل میں سوچتا ہے۔

میں نے سفر سے واپس آتے ہی دوستوں کو اپنی ایک رؤیا سنائی تھی۔ اُس رؤیا میں بھی بعض لوگوں کی منافقت کی طرف ہی اشارہ تھا۔ میں نے خواب میں ایک عورت کے متعلق دیکھا کہ اُس نے مجھ پر مسمریزم کا عمل کیا ہے اور اس کا اثر مجھ پر ہو گیا ہے۔ لیکن جب میں اُس کی اِس حرکت سے واقف ہو جاتا ہوں تو میں اُسے کہتا ہوں کہ تُو نے میری بے خبری کے عالَم میں مجھ پر مسمریزم کا عمل کیا تھا۔ اب مجھے خبر ہو چکی ہے اور اب میں تیرا مقابلہ کروں گا۔ اب تو مجھ پر عمل کر کے دیکھ لے۔ پھر میں اُسے خواب میں ہی کہتا ہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آپ کھانا کھاتے اور بھول جاتے کہ آپؐ نے کھانا کھایا ہے یا نماز پڑھتے تو بھول جاتے کہ آپؐ نے نماز پڑھی ہے یا نہیں پڑھی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اُس جادو کا اثر تھا جو یہودیوں نے آپ پر کیا تھا۔8 ہم جادو کے تو قائل نہیں۔ ہاں! یہ ایک تدبیر تھی جو کی گئی اور مَكْرُ السَّيِئَة بھی ایک قسم کا جادو ہی ہوتا ہے۔ خواب میں مَیں نے اُس عورت سے یہی کہا کہ تُو مجھ پر اب جادو کرے تو جانوں۔ چنانچہ اس نے مجھ پر توجہ کی تو اُس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس کے بعد میں نے اُس کی اُنگلی پر توجہ کی تو وہ اکڑ گئی۔ پھر ایک مرد آیا اور اُس نے اُس کی اس انگلی کو ٹھیک کرنا چاہا لیکن وہ ٹھیک نہ ہوئی۔ میں نے اُس مرد سے خواب میں کہا کہ اب یہ انگلی ٹھیک نہیں ہو گی۔ اُس عورت نے بے خبری کے عالم میں مجھ پر توجہ کر لی تھی۔ اب مجھے علم ہو گیا ہے۔ اب میں نے بھی اِس پر توجہ کی ہے اور تم میں یہ طاقت نہیں کہ میری توجہ کے اثر کو زائل کر سکو۔

سو اِن لوگوں نے بھی میرے ولایت جانے کو غنیمت جانا اور خیال کیا کہ اب خلیفہ باہر ہے ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ لیکن ان بیوقوفوں نے یہ نہ جانا کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ یہ لوگ باوجود ارادہ کے میری غیر حاضری میں کچھ نہ کر سکے۔ بلکہ ان کی شرارت کا وقت کھسکتے کھسکتے میری واپسی تک آ گیا۔ چنانچہ جو گواہیاں ملی ہیں وہ بتاتی ہیں کہ بات دراصل اُس وقت شروع ہو گئی تھی جب میں ولایت گیا تھا لیکن وہ نکلی اُس وقت جب میں واپس آ گیا تا اگر کوئی کارروائی کی جائے تو میرا وجود اور میری دعائیں بھی اس کے ساتھ شامل ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب حکمت ہے کہ جتنی گواہیاں ملی ہیں وہ بتاتی ہیں کہ یہ فتنہ اُس وقت اُٹھایا گیا تھا جب مجھ پر بیماری کا حملہ ہوا تھا۔ 26 فروری 1955ء کو مجھ پر بیماری کا حملہ ہوا تھا اور یہ باتیں مارچ 1955ء کی ہیں لیکن ظاہر ہوئیں 1956ء میں آ کر۔ اور اب میں ان کا ہر طرح مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ گویا وہی رؤیا والی بات ہوئی جو میں نے اُس عورت سے کہی تھی کہ تم نے بے خبری میں مجھ پر حملہ کر لیا تھا۔ اب میں باخبر ہو چکا ہوں۔ اگر اب تم مجھ پر حملہ کرو تو جانوں۔ یہ کتنا بڑا نشان ہے جو ظاہر ہوا۔

پھر دیکھو یہ رؤیا کتنی کامل ہے۔ اِس میں حدیث بخاری کا بھی حوالہ دیا گیا ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بعض دفعہ نماز پڑھتے تو فرماتے کیا میں نے نماز پڑھی ہے؟ اِس پر ہم بتاتے کہ ہاں آپ نے نماز پڑھ لی ہے۔ یا کھانا کھاتے اور بعد میں دریافت فرماتے کہ کیا میں نے کھانا کھا لیا ہے۔ تو اِس پر ہم بتاتے کہ ہاں آپ نے کھانا کھا لیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ پر یہودیوں نے جادو کر دیا تھا۔ دراصل یہ جادو نہیں تھا بلکہ یہودیوں اور دوسرے دشمنوں نے آپ کی صحت کو خراب کرنے کے لیے توجہ ڈالنی شروع کر دی تھی اور توجہ کا اثر ہو جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میں جموں سے قادیان آ رہا تھا کہ ایک سِکھ لڑکا مجھے ملا اور اُس نے کہا میں پہلے بڑا نیک ہوا کرتا تھا لیکن اب میرے دل میں دہریت کے خیال پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ آپ مرزا صاحب سے میرا ذکر کریں اور اُن سے اِس کا علاج دریافت کر کے مجھے بتائیں۔ وہ سِکھ لڑکا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بڑا معتقد تھا اور آپ کی کتابیں پڑھا کرتا تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے تھے کہ قادیان آ کر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اُس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے دائیں بائیں دہریت کے خیالات رکھنے والے لڑکے بیٹھتے ہیں۔ اُسے کہیں کہ وہ اپنی جگہ بدل لے۔ اُس کے خیالات درست ہو جائیں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرمایا کرتے تھے میں نے اُس سِکھ لڑکے کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچا دیا۔ چنانچہ اُس نے اپنی جگہ بدل لی۔ جب میں دوبارہ قادیان آنے لگا تو مجھے نتیجہ معلوم کرنے کا

شوق تھا۔ وہ میرے پاس آیا تو میں نے اُس سے دریافت کیا کہ اب کیا حال ہے؟ اُس نے کہا جس دن سے میں نے اپنی جگہ بدلی ہے میرے سارے وساوس دور ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

یہی بات یہاں ہے۔ اگر بعض لوگ کسی شخص کو اپنا دشمن خیال کریں اور اُس پر توجہ کرنا شروع کر دیں کہ وہ بیمار ہو جائے تو آہستہ آہستہ اُس کا دماغ اثر قبول کرنا شروع کر دیتا ہے اور وہ اِس وہم میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ میں بیمار ہوں۔ مجھ پر بھی یہی اثر ہوا مگر 29 جولائی کو 5 بجے صبح مری میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الفاظ میری زبان پر جاری ہوئے کہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللہ تعالیٰ نے تو مجھے بالکل اچھا کر دیا مگر میں اپنی بدظنی اور مایوسی کی وجہ سے اپنے آپ کو بیمار سمجھتا ہوں''۔ یعنی مجھے اپنے نفس پر بدظنی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو پوری طرح جذب نہیں کرتا۔ اور بیماری کے متعلق یہ مایوسی ہے کہ وہ ابھی دور نہیں ہوئی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے بالکل صحت عطا فرما دی ہے۔ عجیب بات ہے کہ یہی بات مجھے جرمنی اور سوئٹزرلینڈ کے ڈاکٹروں نے کہی۔ ایک بہت بڑے ڈاکٹر نے مجھے کہا کہ آپ بالکل اچھے ہیں اور اِس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ میرے علاوہ یہاں کے سَوا اچھے ڈاکٹروں سے بھی اپنا معائنہ کرائیں تو وہ یہی کہیں گے کہ آپ بالکل اچھے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ آپ انہیں بتائیں نہیں کہ آپ پر فالج کا حملہ ہو چکا ہے۔ اگر آپ بتا دیں گے تو وہ بھی وہم کرنے لگ جائیں گے۔ پھر اُس نے کہا اصل بات یہ ہے کہ آپ غیر معمولی رنگ میں کام کر رہے تھے کہ یک دم آپ بیمار ہو گئے۔ اب اگرچہ آپ تندرست ہو گئے ہیں لیکن آپ کا دماغ بیماری کے خیال میں دب گیا ہے۔ اگر آپ اِس خیال کو اپنے دماغ سے نکال دیں تو آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔ اور یہی بات اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام میں بتائی ہے کہ میں بدظنی اور مایوسی کی وجہ سے اپنے آپ کو بیمار سمجھتا ہوں ورنہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بالکل صحت عطا فرما دی ہے۔ چنانچہ یہ بالکل درست ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بیماری کا کوئی اثر باقی نہیں رہا۔ صرف کام کرنے کے بعد ایک کوفت سی میں اپنے جسم میں محسوس کرتا ہوں۔ لیکن یہ ایک طبعی امر ہے کیونکہ جب انسان پر کسی بیماری کا حملہ ہو چکا ہو تو وہ جسمانی طور پر کمزور ہو جاتا ہے۔ پھر میری عمر بھی زیادہ

ہو چکی ہے مگر یہ خداتعالیٰ کا نشان ہی ہے کہ میں نے اِن دنوں میں قرآن کریم کے بائیس پاروں کا ترجمہ مکمل کر لیا ہے اور امید ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے طاقت دی تو اگست کے آخر یا ستمبر کے شروع میں سارا ترجمہ ختم ہو جائے گا۔ اب ایک تندرست آدمی بھی اتنا علمی کام اتنے تھوڑے عرصہ میں نہیں کر سکتا مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کام کے کرنے کی توفیق عطا فرما دی اور یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت دے دی ہے۔ آخر دنیا میں بڑے بڑے علماء موجود ہیں انہیں کیوں یہ توفیق نہیں ملتی کہ وہ اتنے قلیل عرصہ میں قرآن کریم کا ترجمہ کر دیں۔ اور پھر یہ ترجمہ معمولی ترجمہ نہیں بلکہ جب یہ چھپے گا تو لوگوں کو پتا لگے گا کہ یہ ترجمہ کیا ہے، تفسیر ہے۔ پس جو کام بڑے بڑے علماء پانچ سال کے عرصہ میں بھی نہیں کر سکتے تھے وہ خداتعالیٰ کے فضل سے میں نے تھوڑے سے عرصہ میں کر لیا۔ یہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت دے دی ہے اور خداتعالیٰ کے تازہ الہام سے بھی اِس کی تائید ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مجھ سے سوال کرے کہ پھر اپنے آپ کو بیمار کیوں سمجھتے ہیں؟ تو مجھے اس کا یہی جواب دینا پڑے گا کہ میں صرف بدظنی اور مایوسی کی وجہ سے اپنے آپ کو بیمار سمجھتا ہوں ورنہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ نے مجھے تندرست کر دیا ہے۔

بہرحال میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ انہیں اِس موقع پر ہوشیار رہنا چاہیے اور چونکہ یہ معاملہ آسمانی ہے اس لیے انہیں دعاؤں میں لگے رہنا چاہیے کیونکہ منافق کا علاج سوائے خدا کے اَور کوئی نہیں کرسکتا۔ تمہارے ریزولیوشن صرف اُس کو ہوشیار کر دیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ جو دلوں کا واقف ہے جانتا ہے کہ اُس کی اصلاح کیسے کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ دیکھ لو جماعت کے متقی لوگ اب قسمیں کھا کھا کر منافقوں کے متعلق شہادتیں دے رہے ہیں لیکن ان سے کوئی پوچھے کہ وہ سال یا چھ ماہ تک کیوں خاموش رہے تھے؟ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ کوئی لکھتا ہے سال ہوا میں نے یہ بات دیکھی تھی۔ اب میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اسے ظاہر کر دوں۔ کوئی لکھتا ہے چھ ماہ ہوئے میں نے یہ واقعہ دیکھا تھا۔ اب میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اسے ظاہر کر دوں۔ اِس کی وجہ یہی ہے کہ اِس وقت تک خداتعالیٰ کا منشا یہ تھا کہ یہ معاملہ مخفی رہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اسے ظاہر کر دیا جائے۔

گویا جب خدا تعالیٰ نے چاہا کہ پردے پھاڑ دیئے جائیں اور ان منافقوں کو ننگا کر دیا جائے تو وہی لوگ جو ایک ایک سال تک بزدلی دکھاتے رہے تھے دلیر ہو گئے اور جو چھ ماہ تک ان باتوں کو چھپاتے رہے اللہ تعالیٰ نے انہیں کہا اب بزدلی دور کر دو اور بھید ظاہر کر دو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے گزشتہ جلسہ کے موقع پر یہ بات سُنی تھی، بعض نے کہا ہے کہ شوریٰ کے دنوں میں یہ بات ہوئی تھی اور ایک شخص نے تو یہاں تک کہا ہے کہ 1954ء میں یہ بات ہوئی۔ اب دیکھ لو 1954ء والے نے دوسال یا اس سے زائد عرصہ تک ایک بات کو چھپائے رکھا۔ 1955ء والے نے ایک سال تک بات کو مخفی رکھا۔ جلسہ سالانہ والے نے سات ماہ تک بزدلی دکھائی۔ شوریٰ والا پانچ ماہ تک چپ رہا اور اب آ کر یہ سب لوگ بہادر بن گئے اور انہوں نے سمجھا کہ حقیقت ظاہر کر دینی چاہیے۔ یہ چیز بتاتی ہے کہ اس کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ جب اُس نے کہا منہ بند رکھو تو منہ بند رہے اور جب اُس نے منہ کھولنے کے لیے کہا تو وہ کھل گئے۔ اس لیے تم اس فتنہ کو دور کرنے کے لیے خدا تعالیٰ سے ہی کہو۔ پھر دیکھو گے کہ منافقت کی یہ سب باتیں هَبَآءً مُّنۡبَثًّا 9 ہو جائیں گی اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت تم پر نازل کر دے گا بشرطیکہ تم اپنے دلوں میں نیکی قائم کرو۔

میں تمہیں ایک چھوٹی سی بات کہتا ہوں کہ تم ایک ایک، دو دو کر کے غور کرو اور سوچو کہ اگر خلافت مٹ جائے تو کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اِس پیشگوئی کے پورا ہونے کا کوئی بھی امکان ہوسکتا ہے کہ تین سَو سال میں احمدیت ساری دنیا پر غالب آ جائے گی؟ چاہے کوئی شخص کتنا ہی بیوقوف ہو اگر وہ پندرہ منٹ کے لیے بھی اس بات پر غور کرے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اگر تین سَو سال میں احمدیت ساری دنیا پر غالب نہ آئی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حکومت دنیا میں ہرگز قائم نہیں ہوسکتی۔ سیدھی بات ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو دیس نکالا ابھی سے مل جائے گا کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا آخری حربہ تھا کہ اُس نے موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ایک نئی جماعت کو قائم کیا تا کہ وہ اسلام کو دنیا میں غالب کرے۔ اگر ان منافقین کی شرارتوں اور منصوبوں کے ذریعہ اِس جماعت کو ناکام کر دیا گیا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی حکومت ختم ہو جائے گی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعویٰ میں یقیناً ناکام ہو جائیں گے۔ پھر اِس کے بعد اللہ تعالیٰ اَور مامور بھیجے تو بھیجے احمدیت کے ذریعہ اسلام دنیا میں غالب نہیں آ سکتا۔ اب جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دشمن ہے اور ان کی ناکامی کا متمنّی ہے وہ تو اِس بات کو برداشت کر لے گا لیکن جو سچا مومن ہے وہ اپنی موت تک دنیا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حکومت قائم کرنے کے لیے تیار رہے گا اور اِس کے لیے وہ کسی بڑی سے بڑی قربانی کرنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔

میری ایک بھانجی ہے جو میاں عبداللہ خاں صاحب کی لڑکی اور نواب محمد علی خان صاحب مرحوم کی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داماد اور ہمارے بہنوئی تھے پوتی ہے۔ اس نے مجھے اپنی ایک خواب سنائی ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہ خواب اِس فتنہ کے متعلق ہے۔ اُس نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ قادیان میں ہیں اور ایک کھیت کے کنارے کھڑے ہیں۔ اُس کھیت میں ہل چلا ہوا ہے جیسے کھیتی اُگنے والی ہے۔ قریب سے ایک سانپ نکلا ہے جسے آپ نے مار دیا ہے اور اُسے مارنے کے بعد آپ نے کہا ہے ایک سانپ تو میں نے مار دیا ہے لیکن دو سانپ مخفی ہو گئے ہیں۔ وہ کہتی ہے کہ پھر آپ بیٹھ گئے اور کہا یہ سانپ میٹھے ہیں۔ یعنی ان کے کاٹنے کا تو پتا نہیں لگتا لیکن ان کا زہر بڑا خطرناک ہے۔ اس وقت یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو درد ہو رہا ہے اور آپ بہت گھبرائے ہوئے ہیں۔ آپ کے پاس آپ کی ایک بیوی بھی بیٹھی ہیں۔ انہیں خیال پیدا ہوا کہ سانپ آپ کے بُوٹ میں نہ گُھس گیا ہو۔ اِس لیے انہوں نے آپ کے بُوٹ اور جُرابیں اُتاریں۔ اِس کے بعد آپ نے ہمیں نصائح کرنی شروع کر دیں۔ نصائح سنتے سنتے ہماری توجہ دعا کی طرف پھر گئی۔ چنانچہ ہم نے دعا کرنی شروع کر دی۔ جو دعا میں نے کی وہ یہ ہے کہ اے خدا! تُو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امیدیں پوری کر دے۔ گویا دشمن کا یہ حملہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امیدوں پر تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو چاہتے تھے کہ اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے لیکن یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو۔ کیونکہ اگر احمدیت کمزور ہو جائے تو اسلام کے پھیلنے کی کوئی صورت نہیں رہتی۔ آخر بیالیس سال میری خلافت کو ہو گئے ہیں۔

ان بیالیس سال میں ساٹھ کروڑ مسلمانوں نے اسلام کی اشاعت میں کیا کِیا ہے۔ اسلام کی جو بھی اشاعت ہوئی ہے وہ سب خلافت کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اگر خلافت مِٹ جائے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح بھی ناکامی میں تبدیل ہو جائے۔

دیکھ لو اگر مصر والے سویز لے لیں اور وہ فلسطین سے یہودیوں کو نکال بھی دیں تو اِس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین غالب نہیں آ سکتا۔ صرف وہ ایک چھوٹی سی حکومت بن جائے گی جو جرمنی سے بھی چھوٹی ہو گی۔ مگر اس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فائدہ تو اس میں ہے کہ اسلام دنیا پر غالب ہو۔ اور یہ غلبہ میری خلافت میں اور میرے ہی ذریعہ ہوا ہے۔ اگر کوئی شخص خلافت کو یا مجھے ناکام بنانا چاہتا ہے تو وہ گویا اسلام کے غلبہ کو روکنا چاہتا ہے۔ اب دیکھو! یہ کیسی سچی خواب ہے جو اُسے دکھائی دی۔ اگر اُسے یہ خیال ہوتا کہ مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے تو اُسے یہ دعا کرنی چاہیے تھی کہ اے اللہ! تُو انہیں شفا دے۔ مگر وہ دعا یہ کرتی ہے کہ اے اللہ! تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امیدوں کو پورا کر دے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ الٰہی خواب ہے ورنہ ظاہری لحاظ سے اگر مجھے سانپ نے کاٹا تھا تو وہ یہ دعا کرتی کہ اے اللہ! تُو میرے ماموں کو شفا دے دے۔ مگر وہ یہ دعا کرتی ہے کہ اے اللہ! تُو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امیدوں کو پورا کر دے۔ اِس کے یہ معنی ہیں کہ ان پر جو حملہ ہوا ہے وہ درحقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوا ہے اور اگر انہیں کچھ ہوا یا ان کی خلافت کو کوئی نقصان پہنچا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امیدیں بھی پوری نہیں ہوں گی"۔

(الفضل 8/اگست 1956ء)

1: يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا (التوبۃ:74)

2: اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ (المنافقون:2)

3: القلم:11

4: آل عمران:119

5: آل عمران:119

6: یونس: 17

7: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ (المائدۃ:39)

8: بخاری کتاب الطب باب هل يستخرج السحر و باب السِّحر

9: الواقعہ:7 (هَبَاءً مُّنْبَثًّا: ہوا میں چاروں طرف اڑنے والے باریک ذرّے)